خطبہ جمعہ

بعنوان

محبت اور نرمی سے اصلاح

سلسلة منبر الحكمة

162

بتاریخ: 12 ستمبر 2019

بمطابق: ١٢ محرم الحرام ١٤٤١ ھج

به اهتمام

الحکمة انٹرنیشنل

5D1 ٹاؤن شپ، مادرِ ملت روڈ، نزد پائپ سٹاپ، لاہور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اهم نکات

❀رسولِ کریم ﷺ کا اُسوہ حسنہ ❀شریعت کا مطلوب ومقصود
❀اچھے انداز سے برائی کا خاتمہ ❀ گمراہوں کی اصلاح؛ہماری ذمہ داری

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِهِ الْكَرِيمِ، أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ [آل عمران: 159]

”(اے نبی!) اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دِل ہیں اور اگر آپ بدزبان سخت دِل ہوتے یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔“

عشرہ محرم الحرام گزر چکا ہے۔ ان ایام میں جہاں ایک خاص فکر کے لوگوں کی طرف سے مذہبی منافرت اور عصبیت کا بھرپور اظہار کیا جاتا ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی برگزیدہ شخصیات پر تبرّا کیا جاتا ہے وہاں ایک نامناسب صورت یہ بھی سامنے آتی ہے کہ ہمارے کچھ جذباتی بھائی ان کے ردِعمل میں ایسا رویہ اپنا لیتے ہیں جس کی شریعت قطعاً اجازت نہیں دیتی۔ مثال کے طور پر انتہائی سخت اور نامناسب الفاظ میں ان کی مذمت، شدید لعن وطعن، گالی گلوچ اور فحش گوئی وغیرہ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسا ردِعمل حبِ صحابہ اور دِینی حمیت کی وجہ سے ہی ہوتا ہے لیکن اسلام ایسے کسی بھی عمل کی حوصلہ افزائی نہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کرتا جس میں اخلاقیات کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے۔

رسولِ کریم ﷺ کا اُسوہ حسنہ:

اس سلسلے میں ہمیں سب سے پہلے تو یہ دیکھنا چاہیے کہ دعوت واصلاح کے میدان میں رسولِ کریم ﷺ کا اُسوہ کیا تھا؟ نبی ﷺ کو کس قدر سخت اذیتیں دی گئیں لیکن آپ ﷺ نے کسی کو بھی سخت اور نازیبا الفاظ میں جواب نہیں دیا، حتیٰ کہ جاہلوں کی طرف سے لہولہان ہونے کے بعد بھی ان کے لیے بددعا کا ایک لفظ تک نہیں بولا، بلکہ آپ نے حسنِ اخلاق کا کامل طور پر مظاہرہ فرمایا، جس کی شہادت خود اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ کا تذکرہ کرتے ہوئے دی ہے کہ:

﴿إِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ [القلم: 4]

''یقیناً آپ بلند اخلاق پر فائز ہیں۔''

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا.

''رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔''

صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب الکنیة للصبی وقبل أن یولد للرجل، ح: 6203۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب جواز الجماعة فی النافلة والصلاة علی حصیر وخمرة وثوب وغیرها من الطاهرات، ح: 659

رسولِ کریم ﷺ کے حسنِ اخلاق کا ہی مظہر تھا کہ آپ کسی سے تلخ وترش بات نہیں کرتے تھے، بلکہ نرمی اپناتے اور زیادتیوں کو بھی درگزر فرماتے۔ آپ ﷺ تو ذرا سی نامناسب بات بھی نہ کرتے تھے، چہ جائیکہ نازیبا کلمات زبانِ مبارک پر لاتے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا.

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

''رسول اللہ ﷺ نہ تو فحش گو تھے اور نہ ہی بدزبان تھے۔''

صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: 3559

تو پھر ہم آپ ﷺ ہی کے اُمتی ہو کر آپ کے اُسوہ مبارک کو کیوں نہیں اپناتے؟ آپ کے اخلاق جیسا اپنا اخلاق بنانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ ہم اپنے ذاتی، فقہی یا منہجی اختلافات کی وجہ سے رسولِ کریم ﷺ کی یہ تعلیم اور سیرت کیوں بھول جاتے ہیں اور کون سی دلیل ہمیں یہ جواز بخش دیتی ہے کہ ہم اپنے مخالفین پر فحش جملے کسیں؟ خواہ اس مخالفت کی بنیاد دینی ہی کیوں نہ ہو!!

ذاتی و مذہبی اختلافات کی تفریق کے بغیر یہ دوٹوک بات ہے کہ فحش گوئی اور بدزبانی کسی طور بھی درست نہیں ہے بلکہ ایسا کرنے والا اللہ تعالیٰ کی نفرت کو مول لیتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ الْبَذِيءَ))

''مومن کے میزان میں سب سے بھاری چیز حسن خلق ہوگی اور اللہ تعالیٰ بدکار، فحش گو اور بدزبان کو سخت ناپسند کرتا ہے۔''

صحيح الجامع: 135 - سلسلة الأحاديث الصحيحة: 876

چنانچہ ہمیں رسولِ کریم ﷺ کا اُسوہ اپناتے ہوئے ایسے لوگوں کی اصلاح کو ہی پیشِ نگاہ رکھنا چاہیے، صرف ان کی مخالفت اور ان پر لعن طعن کو ہی مقصد نہیں بنالینا چاہیے۔

اصل مقصودِ شریعت کیا ہے؟

شریعت کا اصل مطلوب و مقصود برائی کا خاتمہ اور فرد و معاشرے کی اصلاح ہے۔ اگر کسی برے کو بار بار صرف یہی کہتے رہیں گے کہ تم برے ہو، تم برے ہو، تو پھر اس کی اصلاح کیسے ہوگی؟ مخالفت برائے مخالفت نہیں ہونی چاہیے بلکہ اصلاح کی غرض سے علمی اختلاف

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کرنا چاہیے، جس سے مخاطب کو بھی محسوس ہو کہ یہ میرا ہمدرد اور خیر خواہ ہے۔ ہمیں یہ چاہیے کہ اپنے عمدہ اخلاق سے اس کو قریب لائیں، سمجھائیں، اس کی جہالت کو ختم کرنے کی کوشش کریں، ہدایت کی بات اس کے گوش گزار کریں، اس پر حق کا راستہ واضح کریں اور اسے ضلالت کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کے نور کی طرف لائیں۔ یہی شریعت کا اصل مقصد اور یہی ہر مسلمان سے مطلوب ہے۔

جس شخص کو برے عقیدے میں مبتلا دیکھیں، اس کے بارے میں یہ رائے بالکل نہ قائم کریں کہ اس نے جان بوجھ کر کفر وفسق والا عقیدہ اپنایا ہوا ہے، قصداً کوئی بھی شخص خود کو جہنم کا ایندھن نہیں بناتا، دراصل اس کے اپنے زعم کے مطابق وہی صحیح ہوتا ہے جو وہ کر رہا ہوتا ہے۔ ضرورت اس اَمر کی ہے کہ اسے مضبوط دلائل، عمدہ اسلوب اور اچھے اخلاق کے ذریعے سے بس یہ سمجھا دیا جائے کہ حق یہ نہیں ہے جو تم نے اپنا رکھا ہے، بلکہ حق وہ ہے جو شریعت نے بیان کیا ہے۔

ایسے لوگوں کی ایک کثیر تعداد کا مسئلہ یہ ہے کہ انہیں ان کی جہالت کی وجہ سے ان کے مذہبی پیشواؤں (ذاکروں وغیرہ) نے غلط راہ پر چلا دیا ہوتا ہے، چونکہ ایسا ہر مسلک کے پیروکاروں میں ہوتا ہے کہ وہ اپنے مسلک کے علماء کے علاوہ دوسروں کو کم ہی سنتے ہیں، چنانچہ یہاں بھی وہی معاملہ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے غیر مستند اور من گھڑت تاریخی روایات سنا سنا کر ان کے ذہن میں ایک نیا دِین بھر دیا گیا ہے، جاہل عوام اسی کو اصل دین سمجھ کر باقی تمام مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنے لگتے ہیں، حتیٰ کہ صحابہ کرام ﷺ کے متعلق بھی زبان درازی کرنے لگتے ہیں۔ ان کے اس غلط رویے، غیر شرعی اعمال اور گستاخانہ عقائد کو صرف ان کی جہالت پر محمول کیا جائے اور انہیں راہِ راست پر لانے کے لیے اپنے دِل میں نبی کریم ﷺ جیسی تڑپ پیدا کی جائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا جذبہ پیدا کیا

جائے اور سلف صالحین رحمہم اللہ جیسے علم، فہم اور بصیرت کے ساتھ ان کی راہنمائی کی جائے، تو یقیناً وہ اپنے گمراہی والے عقیدے سے تائب ہو کر حق کو قبول کر سکتے ہیں۔

لوگوں کی اصلاح کا فریضہ انجام دینے والے کو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر تین بہت ہی پیاری نصیحتیں فرمائی ہیں:

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَاَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَاَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾ [النحل: 125]

''اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے' یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں سے بھی بخوبی واقف ہے۔''

یہ تینوں امور تمام تر اسالیبِ دعوت کا خلاصہ ہیں۔ اگر ہر برائی کی اصلاح ان امور کی روشنی میں کی جائے تو بڑے سے بڑا بدعقیدہ شخص بھی نورِ ہدایت سے منور ہو سکتا ہے۔

اچھے انداز سے برائی کا خاتمہ:

اگر آپ گمراہ لوگوں کی اصلاح کی غرض سے تقریر کریں یا تحریر لکھیں تو اس میں بھی ایسے الفاظ کا انتخاب کریں جس سے کوئی بھڑکے نہیں، اپنی ہتک محسوس نہ کرے اور اسے یوں نہ لگے کہ میری تذلیل کی جا رہی ہے بلکہ اس کو آپ کی تقریر و تحریر میں اپنے لیے درد، تڑپ، اصلاح کا جذبہ اور والہانہ محبت اور عقیدت چھلکتی ہوئی نظر آئے، تاکہ وہ آپ کا گرویدہ ہو کر آپ کے قریب آ جائے، یوں آپ کو اس کی غلط فہمیوں کو دُور کرنے کا بہترین موقع مل جائے گا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یہ المیہ ہے کہ ہماری گفتگو اور تحریر میں یہ انداز بہ کثرت دیکھنے سننے کو ملتا ہے کہ مخالف پر رنگ رنگ کے جملے کس کر، طعن وطنز کے نشتر چلا کر اور تمسخر اُڑا کر اس کو زیر کرنے یا اس کی تذلیل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، حالانکہ یہ نہ صرف مقصودِ شریعت نہیں ہے بلکہ اسلام ایسے رویے کی سخت مذمت کرتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اصلاح کے تمام امکانات ختم ہو جاتے ہیں اور فریقِ مخالف حق سے مزید دُور ہو جاتا ہے۔

اچھا اندازِ تربیت نہ صرف لوگوں کی اصلاح کا بہترین ذریعہ بن جاتا ہے بلکہ ان کے دِلوں میں آپ کی محبت اور عقیدت بھی پیدا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلاَ تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلاَ السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِيْمٌ﴾ [حم السجدۃ: 34]

''نیکی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی، برائی کو ایسے طریقے سے ختم کرو جو سب سے اچھا ہو، پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے، ایسا ہو جائے گا جیسے دِلی دوست ہو۔''

سختی و درشتی نہیں؛ بلکہ نرمی اپنائیں:

نرم خوئی اللہ تعالیٰ کا محبوب عمل ہے اور وہ نرم مزاج شخص کو ان عنایات سے سرفراز کرتا ہے جو وہ سخت مزاج شخص کو عطا نہیں کرتا۔ گویا ایک نرمی بہت سارے فوائد کے حصول کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے، اس کی نعمتیں اور عنایات ملتی ہیں اور لوگوں کے دِل جیت کر ان کی محبتیں حاصل کی جا سکتی ہیں۔

یہ فطری امر ہے کہ انسان محبت اور نرمی کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے اور سخت و ناروا رویے سے نفرت کرتا ہے۔ آپ جس کے ساتھ نرم رویہ اپنائیں گے وہ گویا آپ کے تابع ہو جائے گا، جب آپ اس کے ساتھ محبت بھرے انداز سے بات کریں گے تو وہ نہ صرف آپ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کی بات کو کامل توجہ سے سنے گا بلکہ قبول کرنے پر بھی آمادہ ہوسکتا ہے، لیکن اگر وہی بات آپ سخت لہجے میں کہیں گے تو وہ نظرانداز کر دے گا اور کوئی اہمیت نہیں دے گا۔

داعی اور مصلح کو خاص طور پر اپنے مزاج میں تواضع، انکساری اور نرمی پیدا کرنی چاہیے اور کسی بھی شخص کے ساتھ سختی و درشتی کا رویہ نہیں اپنانا چاہیے۔ کیونکہ یہ ایسی بری خصلت ہے کہ جس سے آپ کسی کا کچھ نہیں بگاڑتے بلکہ ہر لحاظ سے اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔ ہمیشہ محبت اور نرمی کا درخت ہی ثمر آور ہوتا ہے، نفرت اور سختی کے پودے پر کبھی رنگِ بہار نہیں چڑھتا۔ اگر آپ لوگوں کی اصلاح چاہتے ہیں تو ان کے ساتھ حسن برتاؤ سے پیش آئیں، نرمی کا رویہ اپنائیں، اچھے اور میٹھے بول بولیں، اس سے آپ ان کے دِل جیت لیں گے اور وہ آپ کی بات کو قبول کرنے پر تیار ہو جائیں گے۔ لیکن اگر داعی کے مزاج میں اَکھڑ پن ہو گا تو نہ صرف لوگ اس سے دُور بھاگیں گے بلکہ بات سننے کو بھی تیار نہ ہوں گے۔ جس کا بڑا نقصان یہ ہوگا کہ وہ تمام لوگ راہِ ہدایت سے دُور رہیں گے جنہیں آپ صرف اپنے مزاج کی نرمی سے قریب لا سکتے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ))

''یقیناً اللہ تعالیٰ بہت نرم ہے اور نرمی ہی کو پسند فرماتا ہے۔ وہ نرمی اپنانے پر وہ کچھ عطا کر دیتا ہے جو وہ سختی اپنانے پر اور اس کے سوا کسی اور بات پر نہیں دیتا۔''

صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق، ح: 2593

یعنی نرمی اپنانے سے اللہ تعالیٰ دعوت و اصلاح کے مبارک مشن کے عظیم فوائد و ثمرات

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اور اچھے نتائج سے ہمکنار کرتا ہے جبکہ سخت مزاجی سے اچھے نتائج نہیں حاصل ہو پاتے۔ نرم رویے کی مزید فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ: ذُو سُلْطَانٍ مُقْتَصِدٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ بِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ، وَفَقِيرٌ عَفِيفٌ مُتَصَدِّقٌ))

''جنّتی لوگ تین طرح کے ہوں گے: (پہلا) ایسا صاحبِ سلطنت شخص کہ جو میانہ رو ہو، صدقہ وخیرات کرنے والا ہو اور (بھلائی) کی توفیق سے نوازا گیا ہو، (دوسرا) وہ مہربان شخص جو ہر قرابت دار اور ہر مسلمان کے لیے نرم دِل ہو اور (تیسرا) وہ غریب شخص جو (لوگوں سے مانگنے) سے بچتا ہو اور (حتی الوسعت) صدقہ وخیرات کرتا ہو۔''

صحیح مسلم، کتاب صفة الجنة، باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا أهل الجنة وأهل النار، ح: 2865

معلوم ہوا کہ نرم مزاجی سے صرف لوگوں کی محبتیں ہی نہیں بلکہ جنت بھی حاصل ہوتی ہے، یعنی دنیوی واُخروی؛ دونوں زندگیوں کی کامیابیاں اور خوشیاں میسر آ جاتی ہیں۔

حِلم وبردباری اپنائیں:

بُردباری کا مطلب ہے بلند حوصلہ ہونا اور جلد بازی سے کام نہ لینا۔ حوصلہ مند اور باوقار رہنا انسان کے شرف کو دوبالا کرتا ہے جبکہ جلد بازی کسی باوقار شخص کو زیب نہیں دیتی۔ اگر آپ کسی بدعقیدہ شخص کی اصلاح کی کوشش کر رہے ہوں اور وہ آپ کی بات کو قبول نہ کر رہا ہو تو جلد بازی میں یا دِل شکستہ ہو کر یہ مبارک کوشش چھوڑ نہیں دینی چاہیے بلکہ تسلسل اور دوام کے ساتھ جاری رکھنی چاہیے، کیونکہ آپ سے مطلوب صرف کوشش ہے، ہدایت دینا یا نہ دینا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اللہ تعالیٰ کے ذِمے ہے۔سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اعْـمَـلُـوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ، أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ))

''تم عمل کرتے رہو۔ ہر شخص کو ان اعمال کی توفیق دی جاتی ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ جو شخص نیک بخت ہوگا اسے نیک بختوں کے عمل کی توفیق ملی ہوتی ہے اور جو بد بخت ہوگا اسے بدبختوں کے عمل کی توفیق ملی ہوتی ہے۔''

صحيح البخاری، كتاب تفسير القرآن، باب: ﴿فسنيسره للعسرٰی﴾، ح: 4949 ـ صحيح مسلم، كتاب القدر، باب كيفية خلق الآدمي فی بطن أمه۔۔۔الخ، ح: 2647

لہٰذا ہمیں عمل، یعنی کوشش ترک نہیں کرنی چاہیے اور جلد بازی میں اصلاح کا کام چھوڑ نہیں دینا چاہیے، بلکہ تحمل کے ساتھ مصروفِ عمل رہنا چاہیے۔ اس سے دو نیک کاموں کی فضیلت ملے گی، ایک اصلاح کی کوشش کی اور دوسرا تحمل اور بُردباری اپنانے کی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج بن عبدالقیس سے فرمایا تھا:

((إِنَّ فِيكَ خَـصْـلَتَيْـنِ يُـحِبُّـهُـمَـا الـلّٰـهُ وَرَسُولُـهُ: الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ))

''تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے: بردباری اور وقار۔''

صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الأمر بالإيمان بالله ورسوله وشرائع الدين والدعاء إليه، ح: 18

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

گمراہوں کی اصلاح ہماری ذمہ داری:

اپنے اردگرد کے گھروں، گلی محلوں اور علاقوں میں بسنے والے بدعقیدہ لوگوں کی اصلاح کی ذمہ داری بھی ہماری ہی ہے۔ ہمیں ان لوگوں سے متعلق جواب دہی کا احساس ہونا چاہیے جن کی اصلاح ہم کر سکتے تھے لیکن بے توجہی، غفلت اور سستی کی بنا پر نہ کر سکے۔ کیونکہ نبوی مشن کا جس قدر مقام اور شان بلند ہے، اسی قدر اس کی مسؤلیت اور ذمہ داری بھی بڑی ہے۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَثَلُ القَائِمِ عَلَى حُدُودِ اللّٰهِ وَالوَاقِعِ فِيهَا ، كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ ، فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا ، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ المَاءِ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ ، فَقَالُوا: لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا ، فَإِنْ يَتْرُكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعًا ، وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا ، وَنَجَوْا جَمِيعًا))

''اس شخص کی مثال جو اللہ کی حدود پر قائم ہو اور جو ان میں مبتلا ہو گیا ہو، ان لوگوں کی سی ہے جنہوں نے ایک کشتی کو قرعہ اندازی کے ذریعے تقسیم کر لیا۔ بعض لوگوں کے حصے میں اوپر والا طبقہ آیا جبکہ کچھ لوگوں نے نچلا حصہ لے لیا۔ اب نچلے حصے والوں کو جب پانی کی ضرورت ہوتی تو وہ اوپر والوں کے پاس سے گزرتے۔ انہوں نے خیال کیا کہ اگر ہم اپنے نچلے حصے ہی میں سوراخ کر لیں تو اچھا ہوگا، اس سے ہم اوپر والوں کے لیے اذیت کا باعث نہیں بنیں گے۔ اس صورتِ حال میں اگر اوپر والے نیچے والوں کو ان کے ارادے کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مطابق چھوڑ دیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر وہ ان کا ہاتھ پکڑ لیں تو وہ بھی بچ جائیں گے اور دوسرے بھی محفوظ رہیں گے۔''

صحيح الجامع: 207 ـ سلسلة الأحاديث الصحيحة: 69

یعنی اگر ہم میں سے ہر مسلمان صرف اپنی فلاح ونجات کا ہی فکرمند رہے اور دوسروں کا سوچنا ہی چھوڑ دے، تو اسے اس غلط فہمی سے نکل جانا چاہیے کہ وہ نجات سے ہمکنار ہو جائے گا، بلکہ اللہ کی پکڑ کا وہ بھی نشانہ بن سکتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي، يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا عَلَيْهِ، فَلَا يُغَيِّرُوا، إِلَّا أَصَابَهُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَمُوتُوا))

''جو بھی آدمی ایسی قوم میں موجود ہو کہ جن میں نافرمانی کے کام کیے جاتے ہوں اور وہ انہیں روکنے کی قدرت تو رکھتے ہوں لیکن روکتے نہ ہوں، تو اللہ تعالیٰ ان کی موت سے پہلے پہلے ان سب پر عذاب بھیج کر ہی رہتا ہے۔''

[حسن] صحيح ابن حبان: 300 ـ سنن ابن ماجه: 4009

لہٰذا اپنی اپنی صلاحیت اور استطاعت کے مطابق لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

ان کے متعلق خیر خواہی اور ہمدردی کا جذبہ:

کیا ہم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ اللہ اس کو ہدایت سے سرفراز نہ کرے؟ خدانخواستہ اللہ اس کو معاف نہ فرمائے؟ اللہ نہ کرے اس کا ٹھکانہ جہنم بن جائے؟ اسی طرح ہمارے اندر یہ جذبہ بھی ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ دیگر کلمہ گو لوگوں کو بھی ہدایت سے محروم نہ رکھے، انہیں بھی مغفرت سے محروم نہ کرے اور انہیں بھی جہنم سے محفوظ رکھے۔ اگر وہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خواہش اور چاہت؛ جو ہماری اپنے متعلق ہے، دیگر مسلمانوں کے متعلق بھی ہوگی تو تب ہی ہمارا ایمان کامل ہوگا، اگر ہم اپنے لیے تو مغفرت، رحمت اور جنت پسند کریں لیکن دوسروں کی اصلاح اور نجات کی پروا نہ کریں، نہ ہی اس کی خواہش رکھیں اور نہ اس کے لیے تگ و دو کریں تو یقیناً ایسی صورت میں ہم ایمان کے مطلوبہ معیار پر پورا نہیں اُتریں گے، کیونکہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ))

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے کرتا ہے۔''

صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب من الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه، ح: 13 ـ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على أن من خصال الإيمان أن يحب لأخيه المسلم ما يحب لنفسه من الخير، ح: 168

لہٰذا اگر ہمارا کوئی کلمہ گو بھائی راہِ راست سے بھٹکا ہوا ہے تو اس کو ہدایت کی راہ پر لانے کی مکمل کوشش کرنی چاہیے، تا کہ اس کا اُخروی انجام بہتر ہو سکے۔ یہ صرف ہمارا دینی و اخلاقی فریضہ ہی نہیں بلکہ کمالِ ایمان کے لیے مطلوبِ شریعت ہے۔

تاثرات اور مشورہ کے لیے	خطبہ حاصل کرنے کے لیے	خطبہ رائٹر
حافظ شفیق الرحمٰن زاہد (مدیر)	03034125519	حافظ فیض اللہ ناصر
03015989211	03014843312	03214697056
	03424449009	

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com